چودھویں صدی کے
ایک سیاسی لیڈر کی نظر میں

از قلم

امام المناظرین حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر
ادارہ اشاعت العلوم، افغان سٹریٹ، وسن پورہ
لاہور ○ پاکستان

نام کتاب ـــــــ نبی الانبیاء چودھویں صدی کے ایک سیاسی لیڈر کی نظر میں۔

مصنف ـــــــ امام المناظرین حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دِتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اشاعت پنجم ـــــــ نومبر ۱۹۸۸ء
تصحیح کنندہ ـــــــ محمد جاوید اکبر قادری زید مجدہ
تعداد ـــــــ اشاعت اوّل تا چہارم، سات ہزار (۷۰۰۰)

پنجم، پانچ ہزار (۵۰۰۰)۔

ہدیہ:۔ ایصالِ ثواب بحق قبلہ صوفی محمد اللہ دِتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

دعائے خیر بحقِ معاونینِ اِدارہ۔

نوٹ: بیرون جات کے حضرات مبلغ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مندرجہ ذیل جگہوں سے مفت حاصل کریں۔
اِدارہ اشاعت العلوم افغان سٹریٹ وسن پورہ لاہور

ناشر:۔ اِدارہ اشاعت العلوم افغان سٹریٹ وسن پورہ لاہور۔ ۳۹

فہرست

مودودی صاحب کا بیان

پیراگراف ۱ :- تاریکیوں میں بھٹکنے والی انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے اللہ نے اپنے ایک برگزیدہ بندے کو منتخب فرمایا اور اسے انسانیت کا امام مقرر کیا یہ ذمہ داری آپؐ کو یکایک سونپی گئی اور آپ اس کے کسی درجہ میں خواہشمند نہ تھے۔ یہ انتخاب خداوندی تھا کہ آپؐ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ اور ایک عالمگیر دعوت کی ذمہ داریاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سونپ دی گئیں۔ آپ کے حاشیہ خیال میں بھی اس کا ارادہ یا خواہش تو درکنار اس کی توقع تک کبھی نہ گزری تھی۔

بس یکایک راہ چلتے انہیں کھینچ بلایا گیا۔ اور نبی بنا کر وہ حیرت انگیز کام اُن سے لیا گیا، جس کا کوئی نقش آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سابق زندگی میں نظر نہیں آتا۔ مکہ کے لوگ خود جانتے تھے کہ غارِ حراء سے جس روز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبوت کا پیغام لے کر اترے اس سے ایک دن پہلے تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کیا تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشاغل کیا تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات چیت کیا تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات چیت کے موضوعات کیا تھے (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دلچسپیاں اور سرگرمیاں کس نوعیت کی تھیں۔

یہ پوری زندگی صداقت، دیانت، امانت اور پاکبازی سے لبریز ضرور تھی۔ اس میں انتہائی شرافت، امن پسندی، پاس عہد، ادائے حقوق اور خدمتِ خلق کا رنگ بھی غیر معمولی شان کے ساتھ نمایاں تھا۔ مگر اس میں کوئی چیز ایسی موجود نہ تھی جس کی بنا پر کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ خیال گزر سکتا ہو کہ یہ نیک بندہ کل نبوت کا دعویٰ لے کر اٹھنے والا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قریب ترین ربط و ضبط رکھنے والوں میں آپ کے رشتہ داروں اور ہمسایوں اور دوستوں میں کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے سے نبی بننے کی تیاری کر رہے تھے۔ کسی نے ان مضامین اور مسائل اور موضوعات کے متعلق کبھی ایک حرف تک آپ کی زبان سے نہ سنا تھا جو غارِ حرا کی اُس انقلابی ساعت کے بعد یکایک آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان پر جاری ہونے شروع ہو گئے۔ کسی نے آپ کو وہ مخصوص زبان اور وہ الفاظ اور اصطلاحات استعمال کرتے نہ سنا تھا، جو اچانک قرآن پاک کی صورت میں لوگ آپ سے سننے لگے۔ کبھی آپ وعظ کہنے کھڑے نہ ہوئے تھے۔ کبھی کوئی دعوت اور تحریک لیکر نہ اُٹھے تھے، بلکہ کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سرگرمی سے یہ گمان تک نہ ہو سکتا تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجتماعی مسائل کے حل یا مذہبی اصلاح یا اخلاقی اصلاح کے لیے کوئی کام کرنے کی فکر میں ہیں۔ اس انقلابی ساعت سے ایک دن پہلے تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی ایک ایسے تاجر کی زندگی نظر آتی تھی جو سیدھے سادے جائز طریقوں سے اپنی روزی کماتا ہے۔ اپنے بال بچوں کے ساتھ رہتا ہے۔ مہمانوں کی تواضع، غریبوں کی مدد اور رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کرتا ہے اور کبھی کبھی عبادت کرنے کے لیے خلوت میں جا بیٹھتا ہے۔ ایسے شخص کا ایک عالم گیر زلزلہ ڈال دینے والی خطابت کے ساتھ اُٹھنا، ایک انقلاب انگیز دعوت شروع کر دینا، ایک نرالا لٹریچر پیدا کر دینا، ایک مستقل فلسفہ حیات اور نظام فکر و اخلاق و تمدن لے کر سامنے آجانا، اتنا بڑا تغیر جو انسانی نفسیات کے لحاظ سے کسی بناوٹ اور تیاری اور ارادی کوشش کے نتیجے میں قطعاً رونما نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ ایسی ہر کوشش اور تیاری بہر حال مدریجی ارتقاء کے مراحل سے گزرتی ہے اور یہ مراحل اُن لوگوں سے کبھی مخفی نہیں رہ سکتے۔ جن کے درمیان آدمی شب و روز زندگی گزارتا ہو۔ اگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی ان مراحل سے گزری ہوتی تو مکہ میں سینکڑوں زبانیں یہ کہنے والی ہوتیں کہ ہم نہ کہتے تھے کہ یہ شخص ایک بڑا دعویٰ لے کر اُٹھنے والا ہے۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ کفارِ مکہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہر طرح کے اعتراضات کیے۔ مگر یہ اعتراض کرنے والا اُن میں سے کوئی ایک بھی نہ تھا۔

پیراگراف ۱۲۔ پھر یہ بات کہ آپ خود بھی نبوت کے خواہشمند یا اس کے لیے متوقع اور منتظر نہ تھے، بلکہ پوری بے خبری کی حالت میں اچانک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس معاملہ سے سابقہ پڑا۔ اُس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے، جو احادیث میں آغاز وحی کی کیفیت کے متعلق منقول ہوا ہے۔ جبریل علیہ السلام سے پہلی ملاقات اور سورۃ علق کی ابتدائی آیات کے نزول کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غارِ حرا سے کانپتے اور لرزتے ہوئے گھر پہنچتے ہیں۔

گھر والوں سے یہ کہتے ہیں کہ "مجھے اُڑھاؤ" کچھ دیر کے بعد جب خوف زدگی کی کیفیت دُور ہوتی ہے۔ تو اپنی رفیق زندگی کو سارا ماجرا سنا کر کہتے ہیں کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ وہ فوراً جواب دیتی ہیں، ہرگز نہیں۔ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو اللہ ہرگز رنج میں نہ ڈالے گا۔ آپ تو قرابت داروں کا حق ادا کرتے ہیں، بے بس کو سہارا دیتے ہیں، بے زر کی دستگیری کرتے ہیں۔ مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں۔ ہر کارِ خیر میں مدد کے لیے تیار رہتے ہیں۔ پھر وہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس جاتی ہیں جو ان کے چچازاد بھائی اور اہلِ کتاب میں سے ایک ذی علم اور راست باز آدمی تھے۔ وہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے سارا ماجرا سُننے کے بعد بلا تامّل کہتے ہیں کہ یہ جو آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس آیا تھا، وہی ناموس (کارِ خاص پر مامور فرشتہ) ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا۔ کاش میں جوان ہوتا اور اُس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکال دے گی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوچھتے ہیں کہ کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہاں، کوئی شخص ایسا نہیں گزرا کہ وہ چیز لے کر آیا ہو جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اور لوگ اس کے دشمن نہ ہو گئے ہوں۔

پیراگراف ۳ :۔ یہ پورا واقعہ اس حالت کی تصویر پیش کر دیتا ہے، جو بالکل فطری طور پر یکایک خلافِ توقع ایک انتہائی غیر معمولی تجربہ پیش آجانے سے کسی سیدھے سادے انسان پر طاری ہو سکتی ہے۔ اگر آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پہلے سے نبی بننے کی فکر میں ہوتے اور اپنے متعلق یہ سوچ رہے ہوتے کہ مجھ جیسے آدمی کو نبی ہونا چاہیئے۔ اور اس انتظار میں مراقبے کر کر کے اپنے ذہن پر زور ڈال رہے ہوتے کہ کب کوئی فرشتہ آتا ہے اور میرے پاس پیغام لاتا ہے۔ تو غارِ حرا والا معاملہ پیش آتے ہی آپ خوشی سے اُچھل پڑتے اور بڑے دم دعوے کے ساتھ پہاڑ سے اُتر کر سیدھے اپنی قوم کے پاس پہنچتے اور اپنی نبوّت کا اعلان کر دیتے۔ لیکن اس کے برعکس یہاں حالت یہ ہے کہ جو کچھ دیکھا تھا اس پر ششدر رہ جاتے ہیں، کانپتے لرزتے گھر پہنچتے ہیں، لحاف اوڑھ کر لیٹ جاتے ہیں، ذرا دل ٹھہرتا ہے تو چپکے سے بیوی کو بتاتے ہیں کہ آج غار کی تنہائی میں مجھ پر یہ حادثہ گزرا ہے۔ مجھے اپنی جان کی خیر نظر نہیں آتی۔ یہ کیفیت نبوّت کے اُمیدوار کی کیفیت سے کس قدر مختلف ہے۔

پیراگراف ۴:۔ پھر بیوی سے بڑھ کر شوہر کی زندگی، اس کے حالات اور اس کے خیالات کو کون جان سکتا ہے۔ اگر ان کے تجربے میں پہلے سے یہ بات آئی ہوتی کہ میاں نبوت کے امیدوار ہیں اور ہر وقت فرشتے کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں تو ان کا جواب ہرگز وہ نہ ہوتا جو حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے دیا۔ وہ کہتیں کہ میاں گھبراتے کیوں ہو۔ وہ پندرہ[۱۵] برس کی رفاقت میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی زندگی کا جو رنگ دیکھ چکی تھیں۔ اس کی بنا پر انہیں یہ بات سمجھنے میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہ لگی کہ ایسے نیک اور بے لوث انسان کے پاس شیطان نہیں آسکتا۔ نہ اللہ اس کو بُری آزمائش میں ڈال سکتا ہے۔ اس نے جو دیکھا وہ سراسر حقیقت ہے۔ اور یہی معاملہ ورقہ بن نوفل کا بھی ہے۔ وہ کوئی باہر کے آدمی نہ تھے بلکہ حضور علیہ السلام کی اپنی برادری کے آدمی تھے۔ اور قریب کے رشتے سے برادر نسبتی تھے۔ پھر ایک ذی علم عیسائی ہونے کی حیثیت سے نبوت اور کتاب اور وحی کو بناوٹ اور تصنع سے ممیز کر سکتے تھے۔ عمر میں بڑے ہونے کی وجہ سے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی پوری زندگی بچپن سے اس وقت تک ان کے سامنے تھی۔ انہوں نے بھی آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی زبان سے حراء کی سرگزشت سنی تو فوراً کہہ دیا کہ یہ آنے والا وہی فرشتہ ہے، جو موسیٰ علیہ السلام پر وحی لاتا تھا۔ کیونکہ یہاں بھی وہی صورت پیش آئی تھی جو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ پیش آئی تھی کہ ایک انتہائی پاکیزہ سیرت کا سیدھا سادہ انسان بالکل خالی الذہن ہے، نبوت کی فکر میں رہنا تو درکنار اس کے حصول کا تصور بھی اس کے حاشیۂ خیال میں کبھی نہیں آیا ہے اور اچانک وہ پورے ہوش وحواس کی حالت میں اعلانیہ اس تجربے سے دوچار ہوتا ہے۔ اس چیز نے دو اور دو چار کی طرح بلا ادنیٰ تامل اس نتیجے تک پہنچا دیا کہ یہاں کوئی فریب نفس یا کوئی شیطانی کرشمہ نہیں ہے۔ بلکہ اس سچے انسان نے اپنے کسی ارادے اور خواہش کے بغیر جو کچھ دیکھا وہ اس اصل حقیقت ہی کا مشاہدہ ہے[۱]

یہ سارا مضمون مودودی صاحب کی تفسیر تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۶۶۷ سے صفحہ ۶۶۹ میں موجود

[۱]۔ (اخبار نوائے وقت ۳ مارچ ۱۹۷۶ء)

ہے، وہاں سے ہی قدرے ترمیم کے بعد لیا گیا ہے۔ تفسیر میں بعض ایسی باتیں ہیں جنکو مودودی صاحب اخباری مضمون میں چھوڑ گئے ہیں کیونکہ وہ خوب سمجھتے ہیں کہ تفسیر تو میرے پرستار ہی پڑھتے ہیں لیکن اخبار ایک عوامی چیز ہے۔ لہٰذا تفسیر کا مضمون نسبتاً اخبار کے زیادہ ہے مثلاً آپ لکھتے ہیں کہ :۔

جس طرح موسیٰ علیہ السلام بے خبر تھے کہ انہیں نبی بنایا جانے والا ہے اور ایک عظیم الشان مشن پر وہ مامور کیے جانے والے ہیں۔ اُن کے حاشیۂ خیال میں بھی اس کا ارادہ یا خواہش تو درکنار اس کی توقع تک کبھی نہ گزری تھی۔ بس یکایک راہ چلتے انہیں کھینچ بلایا گیا اور نبی بنا کر وہ حیرت انگیز کام ان سے لیا گیا۔ جو اُن کی سابق زندگی سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا تھا۔ ٹھیک ایسا ہی معاملہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بھی پیش آیا۔[1]

اس کے بعد مودودی صاحب اپنے دلی روگ کا ثبوت دیتے ہوئے یوں لکھتے ہیں۔ پھر بیوی سے بڑھ کر شوہر کی زندگی، اس کے حالات اور اس کے خیالات کو کون جان سکتا ہے۔ اگر ان کے تجربے میں پہلے سے یہ بات آئی ہوئی ہوتی کہ میاں نبوت کے امیدوار ہیں اور ہر وقت فرشتے کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں تو ان کا جواب ہرگز وہ نہ ہوتا جو حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے دیا وہ کہتیں کہ میاں گھبراتے کیوں ہو۔ جس چیز کی مدتوں سے تمنا تھی وہ مل گئی۔ چلو اب پیری کی دکان چمکاؤ میں بھی نذرانے سنبھالنے کی تیاری کرتی ہوں۔[2]

مودودی صاحب کی اخباری اور تفسیری عبارت کے اگر تمام کیڑے نکالے جائیں تو ایک دفتر درکار ہے۔ لیکن ہم چند موٹی موٹی باتوں کی نشاندہی کرنے کے بعد مودودی صاحب کی علمی قابلیت پر قرآن و حدیث کی روشنی میں تبصرہ کرتے ہیں۔

مودودی صاحب کے بیان سے مندرجہ ذیل باتیں مفہوم ہیں

۱۔ نبوت ایک کسبی چیز ہے جس کیلئے نبوت کی تمنا رکھنے والا خود تیاری کرتا ہے۔

---

[1] تفہیم القرآن جلد ۳ ص ۶۶۷ حاشیہ ۱۹ [2] تفسیر تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۶۶۹۔

۲:۔ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس برس تک اپنے نبی ہونے سے بے خبر تھے۔

۳:۔ موسیٰ علیہ السلام کو بھی علم نہ تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

۴:۔ نبوت محض پیری کی دکان ہوتی ہے اور انبیاء کی ازواج پاک مخلوق کی طرف سے نذرانوں کی تمنا رکھنے والی ہوتی ہیں۔

کیا نبوت ایک کسبی مقام ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بارہا ارشاد فرمایا ہے کہ نبوت و رسالت محض فضلِ خداوندی ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اس میں کسی کے اپنے کسب کو ہرگز کوئی دخل نہیں۔

آیت ۱: اَللّٰهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ [1]

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ منصب رسالت کے لیے فرشتوں اور انسانوں سے خود چنتا ہے۔

آیت ۲: اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ [2]

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے چنتا ہے۔

ثابت ہوا کہ نبوت اور رسالت کے لیے چناؤ محض اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔ کسب کی مداخلت سے بالکل بالاتر ہے۔ نبوت اور رسالت کے لازمی اوصاف بھی اللہ تعالیٰ کی عطا ہوتی ہے۔

لوازمات نبوت بھی عطائی ہوتے ہیں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق خود فرماتا ہے۔

اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۝ [3]

ترجمہ:۔ ہم نے اسے بچپن ہی میں "حکم" سے نوازا، اور اپنی طرف سے اس کو نرم دلی اور پاکیزگی عطا کی۔ [4]

مندرجہ بالا آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ لوازمات نبوت بھی عطائی ہوتے ہیں نہ کہ کسبی۔ تو

---

[1]: (سورۃ حج آیت ۷۵)
[2]: (سورۃ شوریٰ آیت ۱۳)
[3]: (سورۃ مریم آیت ۱۲، ۱۳)
[4]: (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۶۱)

جب نبوت اور لوازمات نبوت سب عطائی ہی ہیں تو نبی اللہ کے متعلق یہ کہنا کہ وہ پہلے سے تیاری کرتے اور چلے کاٹتے، مراقبے کرتے سراسر حماقت ہے۔ مذہب حقہ اہلسنت وجماعت کی معتبر کتاب میں تحریر ہے۔

اَللّٰہُ سُبْحَانَہٗ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ فَالنُّبُوَّۃُ رَحْمَۃٌ مَوْھُوْبَۃٌ مُتَعَلِّقَۃٌ بِمَشِیَّتِہٖ [۱]

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے اپنی رحمت کیلئے جسے چاہتا ہے، خاص کرتا ہے پس نبوت وہبی رحمت ہے اور اس کا تعلق محض اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے۔

کیا سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی نبوت سے بے خبر تھے؟

اللہ تعالیٰ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْہِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْہِ فَاَلْقِیْہِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَآدُّوْہُ اِلَیْکِ وَجَاعِلُوْہُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ [۲]

ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو وحی فرمائی کہ تو اُسے دودھ پلاتی رہ جب تجھے اس کے متعلق خوف محسوس ہو تو اُسے دریا میں ڈال دینا اور کوئی خوف و ملال نہ کرنا ہم اُسے تیرے پاس واپس لانے والے اور اُسے رسالت پر معمور کرنے والے ہیں۔

آیت مبارک صاف صاف اعلان کر رہی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کو علم تھا کہ میرا بچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسالت کیلئے چنا جا چکا ہے۔ جب نبی اللہ کے لواحقین اُس کی نبوت سے بے خبر نہیں ہوتے تو یہ کیسے باور کر لیا جائے کہ نبی اللہ بذاتِ خود اپنے مقام سے بے علم ہو۔

سوال:۔ مودودی صاحب سے ہم یہ پوچھنے کے مجاز ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام کے

---

[۱]:۔ شرح مواقف ص ۶۶۳۔ [۲]:۔ القصص آیت ۷۔

گھر والے آپ کی رسالت سے باخبر تھے تو انہوں نے اعلان نبوت سے پہلے کون سی تیاری کرائی تھی؟ اور موسیٰ علیہ السلام نے پیری کی دکان چمکانے کا کونسا طریقہ اختیار فرمایا تھا؟ اور آپ کے گھر والوں نے نذرانے سنبھالنے کے لیے کونسا سٹور تیار کیا تھا؟

مودودی صاحب تادمِ زیست اس سوال کا جواب نہ دے سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کی ولادت کی بشارت دی ساتھ ہی اُس کے نبی اللہ ہونے کا بھی ذکر فرمایا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی نبوت کا قبل از ولادت اعلان

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًاۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ [1]

فرشتوں نے آپ کو پکار کر کہا جب کہ آپ محراب میں مشغول نماز تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یحییٰ کی بشارت دیتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ایک کلمہ کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔ اس میں بزرگی کی شان ہوگی، قوت ضابطہ رکھنے والا اور نبی نیکو کاروں سے۔

معلوم ہوا کہ حضرت ذکریا علیہ السلام اپنے بیٹے یحییٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے ہی اُن کی نبوت سے باخبر تھے کہ پیدا ہونے والا میرا بیٹا اللہ کا نبی ہے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام عالم شیر خوارگی میں اپنی نبوت کا اعلان فرماتے ہیں۔

قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۟ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۝ [2]

آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے نبوت سے سرفراز فرمایا ہے۔

[1] سورۃ آل عمران آیت ۳۹۔ [2] سورۃ مریم آیت ۳۰

سیدنا یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ میرا بیٹا یوسف نبی اللہ ہے

سیدنا یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ میرا بیٹا یوسف نبی اللہ ہے۔ اسی لیے خواب کی تعبیر میں آپ نے ارشاد فرمایا۔

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ [۱] اسی طرح تیرا پروردگار تجھے چنے گا۔

مودودی صاحب خود لکھتے ہیں "نبوت عطاء کریگا" [۲]

ثابت ہوا کہ نبی اللہ پیدائشی طور پر صفت نبوت سے متصف ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں جو یہ الفاظ آئے ہیں کہ نبی ہوگا ہم رسول بنائیں گے۔ یا اللہ تعالیٰ چنے گا۔ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ بالفعل مامور ہوگا۔ اور اس معنی اور مفہوم سے مودودی صاحب کو بھی اتفاق ہے۔ لکھتے ہیں۔

"حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ سے چھ مہینے بڑے تھے۔ ان کی والدہ اور حضرت عیسیٰ کی والدہ آپس میں قریبی رشتہ دار تھیں۔ تقریباً تیس سال کی عمر میں وہ نبوت کے منصب پر عملاً مامور ہوئے" [۳]

مودودی صاحب کے الفاظ "عملاً مامور ہوئے" صاف بتاتے ہیں کہ نبی اللہ کو جب اظہارِ نبوت کی اجازت دی جاتی ہے، وہ نبی اللہ کا منصبِ نبوت پر عملاً مامور ہونا ہوتا ہے، برگزیدہ تو پیدائشی طور پر ہی ہوتا ہے۔ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق مودودی صاحب نے اگرچہ کتنا ہی زہر اگلا ہے۔ مگر حقیقت کا اقرار اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے کرواہی لیا ہے۔

مودودی صاحب اخبار کے مضمون کی ابتداء میں لکھتے ہیں۔

"تاریکیوں میں بھٹکنے والی انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے اللہ نے اپنے ایک برگزیدہ بندے کو منتخب فرمایا"

مودودی صاحب اتنا بھی فہم نہیں رکھتے کہ لفظ "برگزیدہ" کا معنی چنا ہوا ہے اور منتخب

---

[۱]:۔ سورۃ یوسف آیت ۶۔ [۲]:۔ تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۸۵ حاشیہ ۵۔

[۳]:۔ تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۶۱ حاشیہ ۱۲۔

کا معنی بھی چُنا ہوا ہی ہے۔ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے سے ہی چُنے ہوئے نہ تھے۔ تو "برگزیدہ بندے کو منتخب فرمایا" یہ جملہ بالکل لغو ہے۔ جو کہ مودودی صاحب کی علمی قابلیت کو چار چاند لگا رہا ہے۔ اگر آپ پہلے سے ہی برگزیدہ تھے تو برگزیدہ کو منتخب فرمانا گویا کہ چُنے ہوئے کو چُننا ہے۔ جو کہ تحصیلِ حاصل ہے۔ اور یہ اہلِ علم کے نزدیک بالکل باطل ہے۔ یہ جملہ تبھی درست ہو سکتا ہے کہ اس کا ترجمہ یوں کیا جائے۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ کو عملاً منصبِ نبوت پر مامور فرمایا"

کیا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے قبل اپنے منصب سے بے خبر تھے؟

نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی نبوت سے بے خبر تھے۔ یہ سراسر جہالت ہے۔ دو چار نہیں بلکہ بیسیوں احادیث صحیحہ کا انکار ہے ہم صرف چند احادیث شریفہ لکھتے ہیں۔

حدیث شریف ۱

عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ ۔ لـه

حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایک پتھر کا علم ہے جو کہ میری بعثت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا میں اب بھی اُسے پہچانتا ہوں۔

حجر و شجر کے سلام کے الفاظ ملاحظہ ہوں

حجر و شجر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسے سلام پیش کرتے تھے۔ اس کے ثبوت کے لیے مندرجہ ذیل حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں۔

لـه۔ مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۴۵۔ ترمذی شریف ص ۵۲۱۔

حدیث شریف ۲

عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِیْ بَعْضِ نَوَاحِیْهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ اِلَّا وَهُوَ یَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ [۱]

علی بن ابی طالب کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا۔ پس ہم بعض اطراف مکہ کی طرف نکلے۔ کوئی پتھر یا درخت سامنے نہیں آیا مگر وہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

حدیث شریف ۳

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ عَلٰی ظَهْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ الْبُنْدُقَةِ مِنْ لَحْمٍ مَكْتُوْبٌ فِیْهَا بِاللَّحْمِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ [۲]

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر بندق درخت کے پھل کی مثل گوشت میں مہر نبوت تھی۔ اس میں لکھا ہوا تھا محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

کیا مودودی صاحب یا اُن کے پرستاروں میں سے کوئی بتا سکتا ہے کہ یہ مہر نبوت کب سے تھی۔ اگر کوئی صاحب یہ ثابت کر دے کہ یہ مہر نبوت چالیس سال کے بعد ظاہر ہوئی تھی اور اس سے پہلے نہ تھی۔ اُسے ایک ہزار روپے بطور انعام دیا جائے گا۔

حدیث شریف ۴

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قِیْلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَتٰی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ بَیْنَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ صفت نبوت سے آپ کب متصف ہوئے۔ آپ

---

[۱] ترمذی شریف ص ۵۲۲ ۔ [۲] خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۶۰ مطبوعہ حیدرآباد دکن ۔

خَلَقَ آدَمَ وَ نَفَخَ الرُّوْحَ فِيْهِ ۔ [1]

نے فرمایا ابھی آدم کے جسم سے روح کا تعلق نہ ہوا تھا۔ (میں اس وقت نبی تھا)۔

حدیث شریف ۵

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى كُنْتَ نَبِيًّا قَالَ وَ آدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ۔ [2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کب سے نبی ہیں فرمایا حالانکہ آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ مودودی صاحب کا اخباری اور تفہیم القرآن کا مضمون بالکل مردود و باطل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ آدم کے جسم میں روح داخل ہونے سے پہلے میں نبی تھا۔

سیاسی لیڈر مودودی صاحب کا ترجمہ از روئے گرامر غلط ہے

لیڈر صاحب نے جس آیت مبارک پر اس مضمون کی بنیاد رکھی ہے وہ آیت اور اس کا مفہوم ملاحظہ فرماویں۔

مَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۔ [3]

سیاسی لیڈر صاحب اس آیت مبارک کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں۔

ترجمہ: تم اس بات کے ہرگز امیدوار نہ تھے کہ تم پر کتاب نازل کی جائے گی یہ تو محض تمہارے رب کی مہربانی سے (تم پر نازل ہوئی ہے [4])۔

لیڈر صاحب کا یہ ترجمہ از روئے گرامر بالکل غلط ہے۔ کیونکہ لفظ اِلَّا کو لفظ استثناء کہتے ہیں۔ اور اس کا عمل یہ ہوتا ہے کہ اپنے سے ماقبل کے حکم سے اپنے سے مابعد کو مستثنیٰ کرتا ہے یعنی خارج

---

۱ :۔ خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۳
۲ :۔ خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۴۔
۳ :۔ سورۃ قصص آیت ۸۶۔
۴ :۔ تفہیم القرآن جلد ۳ ص ۶۶۲۔

کرتا ہے۔ آیت مذکورہ میں اِلّا سے قبل یہ مضمون ہے کہ آپ کو یہ اُمید نہ تھی کہ آپ پر یہ کتاب اتاری جائے گی اور اِلّا کے بعد ہے رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ۔ تو لفظ اِلّا سمیت ترجمہ یہ ہوگا۔ مگر از روئے تیرے پروردگار کی رحمت کے اب سلیس ترجمہ یہ ہوگا۔ کہ آپ کو اُمید نہ تھی کہ آپ پر کتاب اتاری جائے گی" مگر از روئے رحمت رب کے" آپ اُمیدوار تھے کیوں کہ لفظ ما جاء پر داخل ہوا نہ کہ نزول کتاب پر اور اس آیت میں جو استثناء ہے۔ اُسے استثناء متصل مانا گیا۔ لہٰذا جب مستثنیٰ منہ رجا ہے۔ تو مستثنیٰ بھی رجا ہی ہوگی۔

مُودودی صاحب کا ایک شبہ اور اُس کا جواب

مودودی صاحب کے مضمون سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پہلے سے ہی جانتے تھے کہ میں نبی ہوں تو غارِ حرا میں فرشتہ آنے کے بعد آپ خوف زدہ ہو کر لرزتے کانپتے گھر کیوں آئے۔

جواب :۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ کوئی جاہل سے جاہل بھی نہیں سوچ سکتا کہ نبیٔ کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرشتے سے ڈر گئے تھے، اور آپ کی حالت خراب ہوگئی تھی۔

مودودی صاحب قرآن کریم کی تفسیر تو لکھنے بیٹھ گئے مگر یہ نہ جان سکے کہ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر پہلی وحی آنے پر آپ کی حالت غیر معمولی کیوں ہوگئی تھی۔ جناب مودودی صاحب اس وقت کی سیاست کو تو خوب سمجھ سکتے ہونگے مگر قرآن مجید کی سمجھ سیاست سے کہیں بالاتر ہے۔ کیا اس سیاسی لیڈر صاحب نے یہ آیت قرآن مجید میں نہیں دیکھی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ	اگر یہ قرآن ہم کسی پہاڑ پر اُتارتے تو تو دیکھتا
خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ [1]	کہ پہاڑ ڈر کر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اللہ کے خوف سے

معلوم ہوا کہ نزول قرآن کی ایسی جلالت وشان ہے کہ اگر پہاڑ پر نازل ہوتا تو پہاڑ، پہاڑ نہ رہتا بلکہ ریت بن جاتا۔ لہٰذا اگر نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی ذات اقدس پر لرزہ طاری ہوگیا تو یہ آپ کے سابقہ نبی ہونے کے منافی نہیں بلکہ یہ عین شان نبوّت ہے۔

---

[1] :۔ سورۃ حشر آیت ۲۱ ۔

مودودی صاحب کی ایک تازہ گوہر فشانی

فرماتے ہیں "ہمارے عقیدے کے مطابق اسلام کسی ایسے دین کا نام نہیں ہے جسے پہلی مرتبہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیش کیا ہو اور اس بنا پر آپ کو بانی اسلام کہنا صحیح ہو۔" [1]

مودودی صاحب کے نزدیک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بانی اسلام کہنا غلط ہے۔ کیونکہ مودودی صاحب کے نزدیک بانی وہی ہوتا ہے جو کسی چیز کو پہلی مرتبہ کرے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ لفظ "بانی" کے مفہوم و معانی میں پہلی مرتبہ کی قید کس اصول کے مطابق لگائی گئی ہے۔ بانی کے معنی پہلی مرتبہ کرنے والا یا بنانے والا کسی بھی لغت میں نہیں ہے۔ یہ مودودی صاحب کی اپنی پیداوار ہے بانی کے معنی صرف بنا کرنے والا یا بنانے والا ہے۔ اس اُمت کے سامنے سب سے پہلے یا پہلی مرتبہ اسلام پیش کرنیوالے محض محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہیں۔ لہٰذا اس اُمت کا آپ کو بانی اسلام کہنا بالکل دُرست اور مطابق واقعہ ہے۔ آپ کے بانی اسلام ہونے سے وہی انکار کر سکتا ہے۔ جس کا اسلام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والا نہ ہو۔ نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اسلام کا نام و نشان نہ تھا۔ آپ ہی دین حق لے کر رونق افروز ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہی پہلی مرتبہ اس اُمت کے سامنے اسلام پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ [2]

اللہ وہ جس نے اپنے رسُول کے ساتھ ہدایت اور دین حق بھیجا۔

اگر دین حق پہلے ہی موجود تھا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دین دے کر بھیجنا چہ معنی دارد۔ آپ کا دین حق لے کر آنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دین دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آکر اسے اس کی بنیادوں پر قائم کیا اب قیامت تک دین اپنی بنیادوں پر قائم رہے گا۔

ایک سائل سوال کرتا ہے۔

---

[1]: نوائے وقت ۱۱۔اپریل ۱۹۷۶ء۔ [2]: سورۃ فتح آیت ۲۸۔

يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ تُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَ تُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَ تَصُوْمُ رَمَضَانَ وَ تَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا[1]

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتائیے اسلام کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے رمضان کے روزے رکھے۔ اگر ہمت ہو تو حج کرے۔

مودودی صاحب بتائیں کہ ہمارے آگے اسلام کا یہ ڈھانچہ سب سے پہلے کس نے پیش کیا جس ذات نے یہ ڈھانچہ پیش فرمایا ہمارے لیے وہی بانیٔ اسلام ہے۔

بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں۔

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَ الْحَجِّ وَ صَوْمِ رَمَضَانَ[2]

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اللہ کی واحدنیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی نماز کو قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا حج کرنا ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ اسلام کی یہ بنیادیں قائم کرنے والی ذات ہی بانیٔ اسلام ہے۔ ان پانچ چیزوں پر اسلام کی بنیاد رکھنے والی ذات اگر بانی کہلانے کی مستحق نہیں تو پھر کون ہے؟

جناب مودودی صاحب کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بانی اسلام ہونے سے انکار کرنا اس بات کا واضح ثبوت ہے۔ کہ مودودی صاحب کا اسلام وہ اسلام نہیں جو آج سے چودہ سو سال پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر رونق افروز ہوئے تھے۔ اس بات کو ہم پھر دہراتے ہیں کہ اس امت

---

[1] : مشکوٰۃ شریف ص ۱۱ ۔ [2] : بخاری شریف مسلم شریف (مشکوٰۃ شریف ص ۲)

کے سامنے سب سے پہلے اسلام پیش کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور اس وقت سے لیکر قیامت تک کے ایمانداروں کے نزدیک آپ ہی بانی اسلام ہیں ۔

آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ہر ایماندار کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان سے محفوظ رکھے کیونکہ یہ دنیا اور آخرت کا خسارا ہے ۔

(آمین ثم آمین)

نوٹ :۔ اس پمفلٹ کو پڑھنے کے بعد دوسرے دوستوں کو دے دیں تاکہ اس کارِ خیر میں آپ کا بھی حصہ شامل ہو جائے ۔

ضروری گذارش

قارئینِ کرام! آپ بخوبی سمجھتے ہیں کہ دورِ حاضر میں صحیح اور عام فہم دینی لٹریچر کی فراہمی کس قدر ضروری ہے۔ جبکہ اعتقادی و عملی برائیاں بنت نئے روپ اور پُرکشش انداز میں بڑھتی جا رہی ہیں۔ ان حالات میں دیگر مذہبی و اصلاحی پروگراموں کی طرح اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے صحت مند لٹریچر کی اشاعت ازحد ضروری ہے، ہر درد مند مسلمان اس دینی ضرورت کا احساس کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عطا کردہ دین کے ہمہ گیر غلبہ کا احساس رکھنے والے مسلمانوں سے پُرزور اپیل ہے کہ خدارا اپنے اس دینی احساس کو بے جا دنیا طلبی کی رو میں ضائع مت کیجئے۔ اور فری اسلامک لٹریچر کی اشاعت میں ادارہ کیساتھ جان و مال سے تعاون فرمایئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ بجاہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم آپکے جانی و مالی تعاون کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور عالمِ اسلام کے مسلمانوں کے ایمان و عمل اور عزت و آبرو کی حفاظت فرمائے اور دین و دنیا کے راستوں پر آنے والے جملہ آلام و مصائب کو صبر و استقامت کیساتھ برداشت کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔